باب ۴

سیاسی اِقتصادیات
(Political Economy)

تدریسی مقاصد:

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہوجائیں گے کہ وہ:

۱۔ سیاسی اِقتصادیات کی تعریف کرسکیں۔

۲۔ عالمی تجارت، کثیرالاطرافی تجارت اور دوطرفہ تجارت کو سمجھ کر وضاحت کرسکیں۔

۳۔ اِقتصادی تعاون کی علاقائی تنظیموں یعنی سارک اور ای سی او کی پاکستان کی معیشت اور سیاست پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

۴۔ دوطرفہ علاقائی تجارت کے معاہدات (پاک۔ملائیشیا، پاک۔چین اور پاک۔سری لنکا آزاد تجارت کے معاہدات) کا پاکستان کی سیاست پر اثرات کی شناخت کرسکیں۔

۵۔ پاکستان کے دیگر علاقائی ممالک (چین، بھارت، ایران) کے ساتھ سیاسی تعلقات اور ان تعلقات کا پاکستان کی معیشت پر اثرات کو بیان کرسکیں۔

NOT FOR SALE

بنیادی طور پر سیاسی اِقتصادیات کا لفظ پیداوار، خرید وفروخت اور اِنکا قانون، رواج اور حکومت سے تعلق اور قومی دولت کی بجٹ کے ذریعے تقسیم کے لیے استعمال ہوتا تھا۔سیاسی اِقتصادیات کی اِصطلاح پہلی بار فرانس میں1615ء میں اِستعمال کی گئی۔سیاسی اِقتصادیات کا تصور اٹھارویں صدی عیسوی میں اُس وقت فروغ پانے لگا جب ریاستوں میں اِقتصادیات کا مطالعہ شروع ہوا۔اُنیسویں صدی کے آخری دھائی میں لفظ اِقتصادیات نے سیاسی اِقتصادیات کے تصور کو بدل ڈالا۔آج کے دور میں سیاسی اِقتصادیات کو اِقتصادیات سے بالکل مختلف انداز اور معنوں کے ساتھ اِستعمال کیا جاتا ہے۔سادہ الفاظ میں اِسے اِس معنی میں بھی اِستعمال کیا جاتا ہے جب ماہرینِ اِقتصادیات حکومت کو عمومی اِقتصادی پالیسی یا مخصوص تجاویز پر مشورہ دیں۔

سیاسی اِقتصادیات دراصل اِقتصادیات، سیاسیات اور قانون کے باہمی مطالعہ کا نام ہے جو اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ سیاسی اِدارے، سیاسی ماحول اور اِقتصادی نظام (سرمایہ دارانہ نظام، اِشتراکی نظام وغیرہ) کیسے ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ روایتی طور پر سیاسی اِقتصادیات سے مراد یہ ہے کہ سیاسی سرگرمیوں پر تجارت، مالیاتی اور معاشی پالسیاں، وسائل کی تقسیم، غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور عالمی قرض وغیرہ کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔تاریخ دانوں کے مطابق سیاسی اِقتصادیات یہ ہے کہ ماضی میں افراد اور گروہوں نے باہمی مشترکہ اِقتصادی مفادات کی بنیاد پر سیاست کو اِس طرح اِستعمال کیا کہ اُنہوں نے اپنے مفادات کے حق میں تبدیلیاں کیں۔

بین الاقوامی تجارت (International Trade)

بین الاقوامی یا عالمی تجارت سرمایہ، اشیاء اور خدمات کا ممالک کے درمیان تبادلے کا نام ہے۔ریاستوں کے درمیان باہمی تجارت بہت قدیم ہے، مثلاً وسطی ایشیاء سے جنوبی ایشیاء کی طرف تجارت، چین سے شاہراہِ ریشم کے ذریعے تجارت اور دیگر سمندری راستوں سے قدیم تہذیبوں کے درمیان تجارتی روابط۔آج کی دُنیا تو ایک عالمی گاؤں بن گئی ہے۔جدید دور میں عالمی تجارت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔عالمی تجارتی اِدارے بن گئے ہیں، باہمی معاہدات ہوتے

NOT FOR SALE

صنعتی، مواصلاتی، بین الاقوامی اور کثیر القومی
رہے ہیں اور تجارت کے حوالے سے بین الاقوامی قانون فروغ پا رہا ہے۔
کمپنیوں نے عالمی تجارت کو بہت متاثر کیا ہے۔ عالمی تجارت ہی نے اقوام کو ایک دوسرے پر انحصار کروایا ہے ورنہ ممالک
اپنی سرحدات کے اندر رہتے۔ بین الاقوامی اور ملکی تجارت میں اس حوالے سے کوئی خاص فرق نہیں کہ فریقین کے وہی
رویئے اور ترغیبات ہوتی ہیں لیکن عالمی تجارت اور ملکی تجارت میں فرق یہ ہے کہ عالمی تجارت میں سرحدات کے عبور کے
وقت نئے ٹیکس لگتے ہیں اور عالمی تجارت مہنگی ہو جاتی ہے۔ عالمی تجارت میں اشیاء اور خدمات کو خصوصی اہمیت دی جاتی
ہے۔ عالمی تجارت اقتصادیات کی شاخ ہے اور اسکے دو اہم پہلو ہیں یعنی دوطرفہ تجارت اور کثیر الاطرافی تجارت۔

دوطرفہ تجارت (Bilateral Trade)

دوطرفہ تجارت سے مراد دو ممالک کے درمیان تجارت ہے۔ اسکا انحصار دونوں ممالک کے باہمی تجارتی معاہدات پر ہوتا ہے۔ اس میں کرنسی کا استعمال بھی ہوتا ہے اور مال کے بدلے مال بھی

کثیر الاطرافی تجارت (Multilateral Trade)

کثیر الاطرافی تجارت بہ یک وقت کئی ممالک کے درمیان ہوتی ہے۔ اس تجارت کیلئے گفت و شنید بہت پیچیدہ اور مشکل ہوتی ہے۔ لیکن جب تمام فریقین اس پر دستخط کریں تو پھر یہ بہت مضبوط نظام ہے۔ اس میں تمام فریقین مساوی ہوتے ہیں۔ کمزور ممالک کیلئے یہ نظام بہت اہم ہے۔

پاکستان کی اقتصادیات اور سیاست پر سارک (SAARC) کے اثرات

(Impacts of SAARC on the Economy and Politics of Pakistan)

سارک (SAARC) کی تعریف

سارک (SAARC) کا مطلب ہے South Asian Association for Regional Cooperation یعنی جنوبی ایشیاء کے باہمی تعاون کی علاقائی تنظیم۔ اس تنظیم کو دسمبر ۱۹۸۵ء میں قائم کیا گیا اور

NOT FOR SALE

اس کا مقصد جنوبی ایشیاء کے ممالک کے درمیان معاشی، فنی، سماجی اور ثقافتی ترقی کیلئے تعاون کو فروغ دینا ہے۔ اس وقت اس کے رکن ممالک میں پاکستان، بھارت، سری لنکا، مالدیپ، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور افغانستان شامل ہیں۔ اس کا صدر دفتر نیپال کے دارالحکومت کٹھمنڈو میں ہے۔

سارک کے اثرات:

۱۔ سیاسی قیادت کی ملاقاتیں (Meetings of Political Leadership)

سارک ممالک کے سربراہ اور وزراء اجلاسوں میں پاکستان اور ہندوستان کی قیادت کو باہمی ملاقاتوں کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ اگرچہ سارک کی قیادت ہمیشہ رکن ممالک کے درمیان اہم اور پیچیدہ مسائل سے کنارہ کشی اختیار کرتی رہی ہے لیکن پھر بھی ان اجلاسوں کی بدولت پاک و ہند کی قیادت کو آپس میں مل بیٹھنے کے مواقع ملتے ہیں اور کچھ اہم فیصلے بھی ہو جاتے ہیں۔

۲۔ باہمی تجارت کا فروغ (Promotion of Mutual Trade)

سارک نے ترجیحاتی اور آزاد تجارت کے پروگرام مرتب کیے ہیں جن سے پاکستان سمیت رکن ممالک کو اقتصادی فوائد حاصل ہونگے۔ اسلام آباد میں بارہویں سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر جنوبی ایشیاء آزاد تجارت کا معاہدہ منظور کیا جس سے خطے میں آزاد معاشی علاقہ قائم ہو جائے گا اور جنوبی ایشیاء کے 1.6 بلین لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ سال 2016ء تک باہمی تجارت پر ہر قسم کی کسٹم ڈیوٹی ختم ہو جائے گی۔ یہ معاہدہ یکم جنوری 2008ء سے نافذ العمل ہے لیکن بدقسمتی سے بھارت اور پاکستان نے اب تک اس معاہدے کی توثیق نہیں کی۔

۳۔ ثقافتی سرگرمیاں (Cultural Activities)

سارک ثقافتی سرگرمیوں میں بہت موثر ادارہ ہے۔ پاکستان سمیت دیگر رکن ممالک باہمی ثقافتی سرگرمیوں میں بہت سرگرم ہیں۔ ثقافتی پرگراموں کے تبادلے ہوتے ہیں۔ میڈیا سارک کی سرگرمیوں کو نشر کرتا رہتا ہے۔ مشترکہ ثقافتی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں سارک نیوز بلٹن پیش کیا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE

۴۔ **تعلیمی سرگرمیاں (Educational Activities)**

سارک ممالک بشمول پاکستان تعلیمی میدان میں مشترکہ کوششیں کر رہے ہیں۔طلباء و طالبات کو وظائف دیے جا رہے ہیں۔اس طرح تعلیمی میدان میں ایک دوسرے کے تجربات سے اِستفادہ کیا جا رہا ہے جو سیاسی اور اِقتصادی ترقی کا سبب بن سکتا ہے۔

۵۔ **ایک بہتر متبادل (Effective Alternative)**

اِس وقت دُنیا سیاسی اور اِقتصادی گروہوں اور تنظیموں میں تقسیم ہے۔جنوبی ایشیاء کے ممالک کیلئے سارک باہمی تعاون کا ایک اہم ذریعہ ہے۔پاکستان ایک اہم ملک ہے اور سارک کا فائدہ یہ ہے کہ پاکستان دُنیا کے اِس عظیم علاقائی تنظیم کا فعال رُکن ہے۔نہ صرف ایک فعال رُکن ہے بلکہ یہ دوسرا بڑا مالی تعاون کرنے والا رُکن ملک بھی ہے۔

۶۔ **کشمیر کا مسئلہ (Kashmir Problem)**

سارک اگرچہ کشمیر کے معاملے کو زیرِ بحث نہیں لاسکتا لیکن مسئلہ کو اُجاگر کرنے اور دونوں مُمالک کو آپس میں بٹھانے کیلئے سارک ایک اہم ترین پلیٹ فارم ہے۔اِس کے علاوہ پاک و ہند کے دیگر مسائل کو حل کرنے میں بھی سارک کو اہمیت حاصل ہے۔

۷۔ **عالمی ادارہ تجارت (World Trade Organization-WTO)**

عالمی تجارتی اِدارے کی اِجارہ داری اور خطرات سے بچنے کیلئے یہ ایک اہم تنظیم ثابت ہوسکتی ہے۔
عالمی ادارہ تجارت یا ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی کوشش ہے کہ عالمی تجارت پر اپنی اِجارہ داری قائم کرے۔اس طرح بین الاقوامی تجارت بڑی اور ترقی یافتہ ممالک کے قابو میں آجائے گی۔ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک اس اجارہ داری کی زد میں آسکتے ہیں۔جنوبی ایشیاء کے ممالک خصوصی طور پر متاثر ہوسکتے ہیں۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

۸۔ **دُنیا کی سب سے بڑی علاقائی تنظیم**

سارک اِس وقت آبادی کے لحاظ سے دُنیا کی سب سے بڑی علاقائی تنظیم ہے۔پاکستان کیلئے اہم فائدہ یہ ہے کہ پاکستان اِس تنظیم کے اہم اور بانی ممالک میں سے ہے۔یہاں پاکستان کی آواز نہ صرف سنی جاتی ہے بلکہ اِسے اہمیت بھی دی جاتی ہے۔سارک میں یورپی یونین، آسٹریلیا اور امریکہ وغیرہ کی بطورِ مبصر شرکت اِس بات کی دلیل ہے کہ اِس کے رکن ممالک بشمول پاکستان کو عالمی اُمور میں اہمیت حاصل ہے۔

اِقتصادی تعاون تنظیم کی پاکستان کی اِقتصادیات اور سیاست پر اثرات
(Impacts of E.C.O. on the Economy and Politics in Pakistan)

اِقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO) کا مطلب ہے Economic Cooperation Organization یعنی اِقتصادی تعاون کی تنظیم۔یہ تنظیم ۱۹۸۵ء میں قائم کی گئی اور اِس کا بنیادی مقصد رکن ممالک کے درمیان معاشی، فنی و ثقافتی تعاون، تجارت کی ترقی اور باہمی سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے۔اِس تنظیم کا صدر دفتر ایران کے دارالخلافہ تہران میں ہے اور اِس کے ارکان کی تعداد دس ہے۔اِس تنظیم میں پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان، آذربائیجان، قازکستان، کرغزستان، تاجکستان، اُزبکستان اور ترکمانستان شامل ہیں۔
پاکستان اِقتصادی تعاون تنظیم کا فعال رُکن ہے۔یہ ایشیاء کی ایک اہم اِقتصادی تنظیم ہے اور اِس تنظیم کا پاکستان کی اِقتصادیات اور سیاست پر گہرے اثرات بھی ہیں۔

۱۔ **علاقائی رابطہ (Regional Coordination)**

ای سی او (ECO) رُکن ممالک کے درمیان سیاسی، ثقافتی، مذہبی اور اِقتصادی رابطوں اور رشتوں کا اہم ذریعہ ہے۔یہ تنظیم پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان، قازکستان، تاجکستان، اُزبکستان، اذربائیجان، کرغزستان اور ترکمانستان کے درمیان پُل کا کردار ادا کرتی ہے۔دنیا کے تیل و گیس کا تیسرا بڑا ذخیرہ یعنی

بحیرہ کیسپین اِس خطے میں واقع ہے جو اِس علاقے کے عوام کیلئے ایک عظیم تحفے سے کم نہیں۔

۲۔ درآمدات و برآمدات پر ٹیکس میں چھوٹ (Tarrif Concessions)

ایکو ECO نے ایک مخصوص مدت کے اندر ٹیرف کو کم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اِن اقدام سے رُکن ممالک کے درمیان تجارت میں مزید آسانی پیدا ہوگی۔ اس فیصلے پر یکم جنوری 2009ء سے کام شروع ہو چکا ہے۔ پاکستان نے اِس معاملے کو بہت اہمیت دی ہے اور پاکستان کے سابقہ وزیرِ خارجہ نے ایران میں کہا کہ پاکستان ایکو ممالک کے درمیان تجارت کی سہولت اور ترقی کو ترجیحی بنیادوں پر جاری رکھنے کا عزم رکھتا ہے۔ دسویں سربراہ کانفرنس مارچ 2010ء میں تہران میں منعقد ہوئی۔ اِس میں یہ فیصلہ ہوا کہ 2015ء تک رُکن ممالک کے علاقے کو ٹیکس (ٹیرف) سے آزاد کر دیا جائے گا۔ ایکو رکن ممالک کے درمیان ویزہ پالیسی نرم کرنے کیلئے بھی سنجیدہ ہے۔ جس سے سرمایہ کاروں اور تاجروں کیلئے مزید سہولت پیدا ہوں گی۔

۳۔ تجارتی و ترقیاتی بینک (Trade and Developmental Bank)

دسویں سربراہ کانفرنس میں یہ فیصلہ بھی ہوا کہ 2015ء تک ایکو (E.C.O) تجارتی و ترقیاتی بینک قائم کرے گا جس کا صدر مقام اِستنبول میں ہوگا۔ پاکستان نے اِعلان کیا کہ اِس بینک کا ایک نمائندہ دفتر پاکستان میں قائم کیا جائے گا۔ اِس طرح پانی کے وسائل کے مناسب اور وافر اِستعمال کیلئے ایک ایکو مرکز بھی پاکستان میں قائم کیا جائے گا۔

۴۔ افغانستان کی بحالی (Rehabilitation in Afghanistan)

ایک پر امن اور خوشحال افغانستان کے بغیر پاکستان میں سیاسی و اقتصادی امن و خوشحالی کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ رکن ممالک نے فیصلہ کیا ہے کہ افغانستان کے امن اور بحالی کیلئے ٹھوس سیاسی و مالی کوششیں کی جائیں گی۔ پاکستان نے اِس کا خیر مقدم کیا ہے اور اپنے حصے کی مالی امداد میں سے ایک خطیر رقم بھی ادا کی

NOT FOR SALE

ہے۔

۵۔ تجارت (Trade)

پاکستان ایکو کو ایک خوشحال تجارتی بلاک میں تبدیل کرنے کا خواہاں ہے۔ اِس سے خطے میں صنعتی ترقی ہوگی، تمام ٹیرف حدود کو کم کر کے بالآخر ختم کیا جائے گا۔ اِس طرح یہ علاقہ ٹیکس سے آزاد علاقہ قرار دیا جائے گا۔ اِن اِقدامات سے دُنیا میں امن، اِستحکام اور خوشحالی پیدا ہوگی۔

حکومت پاکستان نے موٹروے کو وسطی ایشیاء تک ای سی او شاہراہ کی شکل میں پہنچانے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ اِقتصادی تعاون تنظیم کی رُکنیت سے پاکستان کو وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہوگئے ہیں۔ اِن ممالک نے ہمیشہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی حمایت کی ہے۔ اِن ممالک کا افغانستان کے بارے میں بھی موقف میں یکسانیت ہے۔ پاکستان اب مغربی دُنیا کو دیکھنے کی بجائے اِقتصادی اور سیاسی طور پر اِن ممالک کی طرف دیکھ رہا ہے۔ پاکستان اب ایران اور ترکی کے ساتھ بھی مضبوط سیاسی اور اِقتصادی بندھن میں بُجڑا ہوا ہے۔ پاکستان ایران سے خام تیل خریدنے کا خواہش مند ہے تاکہ توانائی کے بحران پر قابو پایا جا سکے۔

پاکستان کا ملائیشیاء، چین اور سری لنکا سے آزاد تجارت کے معاہدات اور پاکستان پر سیاسی اثرات

(Free Trade Agreements of Pakistan with Malaysia, China and Seri Lanka and its Impacts on the Politics in Pakistan)

پاک۔ سری لنکا آزاد تجارت کا معاہدہ (Pak-Seri Lanka Free Trade Agreement)

- پاکستان اور سری لنکا کے درمیان آزاد تجارت کے معاہدہ پر 2002ء میں دستخط ہوا۔ یہ معاہدہ جون 2005ء

NOT FOR SALE

دونوں ممالک برآمدات میں ٹیرف رعائیت کے ساتھ ایک دوسرے کی
سے نافذ العمل ہے۔ اِس معاہدے کی رو سے
سری لنکا کے تاجر 206 اشیاء پر ٹیرف میں رعائیت کے ساتھ پاکستانی
مارکیٹوں تک رسائی کے قابل ہوگئے ہیں۔
اِس طرح پاکستانی تاجر 102 اشیاء پر ٹیرف میں رعائیت کے ساتھ سری لنکا کی مارکیٹ میں
مارکیٹ میں موجود ہیں۔
2010ء کے اختتام کے ساتھ ہزاروں اشیاء پر ٹیرف میں رعائیت کے
موجود ہیں۔ دونوں ممالک معاہدہ کے مطابق
اِس وقت پاکستان سری لنکا سے 4000 اشیاء ٹیرف
ساتھ ایک دوسرے کی مارکیٹوں میں رسائی حاصل کرچکے ہیں۔
پاکستان سری لنکا کا ایشیاء میں دوسرا بڑا تجارتی شریک کار ہے۔ سری لنکا نے
میں رعائیت کے ساتھ درآمد کررہا ہے۔
سب سے پہلے پاکستان کے ساتھ آزاد تجارت کا معاہدہ کیا۔

اِس تجارتی معاہدے کی وجہ سے دونوں ممالک اِقتصادی طور پر ایک دوسرے کے قریب آگئے ہیں اور عالمی مارکیٹ کی بجائے ایک دوسرے پر انحصار بڑھا رہے ہیں۔ دونوں ممالک کے شہری ویزہ کی مشکلات کے بغیر ایک دوسرے کے ممالک میں آجاسکتے ہیں۔ یہ تعلقات اِس خطے کی عوام کے حق میں ہیں۔ بھارت سے دفاعی تعاون کا معاہدہ ناپسند کرکے سری لنکا نے پاکستان سے دفاعی تعلقات بڑھادیئے ہیں۔ صدر پاکستان نے نومبر 2010ء میں سری لنکا کا دورہ کیا اور سری لنکا حکومت نے پاکستان سے فوجی سازوسامان خریدنے میں دلچسپی ظاہر کی۔ دونوں ممالک کے درمیان سیاسی تعلقات بھی اِس معاہدہ سے متاثر ہیں اور دونوں کے درمیان گرمجوشی کا ماحول پایا جاتا ہے۔ سارک میں بھی سری لنکا پاکستان کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔ اِن معاہدات نے چین، پاکستان اور سری لنکا کی دوستی کا ایک تکون بنادیا ہے۔ یہ تعلق اِس علاقے کی سیاسی اور اِقتصادی خوشحالی کا سبب بن سکتا ہے۔

چین۔ پاکستان آزاد تجارتی معاہدہ
(Pak-China Free Trade Agreement)

پاکستان اور چین نے آزاد تجارت کا معاہدہ کیا جس سے آئندہ پانچ سال تک دونوں ممالک کے درمیان تجارت 15 بلین امریکی ڈالر تک پہنچ جائے گا۔ دونوں ممالک مرحلہ وار ٹیرف میں کمی لائیں گے اور آئندہ تین سال تک ٹیرف سے آزاد تجارتی تعلقات قائم ہونگے۔ آزاد تجارت کے معاہدہ کے ذریعے سرمایہ کاری کو بھی فروغ حاصل

NOT FOR SALE

ہوگا۔ چینی سرکاری ذرائع کے مطابق اس معاہدہ سے دوطرفہ تجارت اور اِقتصادی تعاون کو ترقی ملے گی۔ اِس سے روایتی دوستانہ تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔ یہ معاہدہ چین کے صدر ہوجنتاؤ کے دورہِ پاکستان کے موقع پر ہوا اور اُسے اِس دورے کی دعوت پاکستان کے صدر نے دی تھی۔ اِس دورے سے دونوں ممالک کے سفارتی تعلقات مزید مضبوط ہوگئے۔

پاک۔ چین آزاد تجارتی معاہدہ سے دونوں ممالک کے درمیان تجارتی رشتہ اور بھی مضبوط ہوگیا ہے۔ سرمایہ کاری کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔ دونوں کے آپس میں درآمدات اور برآمدات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ پاکستانی تاجر بھی چین کے دورے میں دلچسپی ظاہر کررہے ہیں۔ پاکستان میں چینی مصنوعات کی مارکیٹیں قائم ہوگئی ہیں اور لوگوں کو سستی اشیاء آسانی سے دستیاب ہیں۔ اِس معاہدہ سے دونوں ممالک سیاسی طور پر بھی مزید قریب آگئے ہیں۔ پاکستان نے شنگھائی تعاون تنظیم میں بھی شرکت کیلئے درخواست دی ہے اور اب بطورِ مبصر شریک ہے۔ دونوں ممالک کے دوستانہ تعلقات پاکستان کی بقاء اور سلامتی کی علامت ہیں۔

پاک۔ ملائیشیاء آزاد تجارت کا معاہدہ
(Pak-Malaysian Free Trade Agreement)

پاک۔ ملائیشیاء آزاد تجارت کا معاہدہ:

پاکستان اور ملائیشیاء کی آزاد تجارت کا یہ معاہدہ ملائیشیاء کے کسی اِسلامی سربراہ کانفرنس کے رُکن ملک سے پہلا معاہدہ ہے۔ دونوں حکومتوں کا خیال ہے کہ اِس معاہدہ سے تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہوگا۔ اِس سے دونوں ممالک کے دوطرفہ تجارت اور صنعتی ترقی کو پائیدار ترقی ملے گی۔ ملائیشیاء نے فوری طور پر 140 اشیاء پر ٹیرف میں رعائت دی جبکہ پاکستان نے 124 اشیاء پر ٹیرف میں رعایت دی۔ دونوں ممالک نے آزاد تجارت میں اشیاء اور خدمات، دوطرفہ فنی تعاون، سینٹری، تعمیرات، سیاحت، صحت اور مواصلات کے شعبوں کو ترجیح دی ہے۔ دونوں ممالک صنعتی اور زرعی اشیاء پر ٹیرف کم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ملائیشیاء پاکستان سے عالمی تجارتی اِدارے (WTO) سے بھی اچھی شرائط پر تجارت کرنا چاہتا ہے۔ اِس معاہدہ سے دونوں ممالک کے درمیان تجارتی

NOT FOR SALE

روابط بڑھیں گے۔لوگوں کا آنا جانا ہوگا۔ثقافتی، مذہبی اور سماجی تعلقات میں اضافہ ہوگا۔سیاسی طور پر بھی یہ ممالک ایک دوسرے پر پہلے سے زیادہ اثر انداز ہونگے اور عالمی سطح پر بھی یہ ممالک ایک دوسرے کے سیاسی مفادات کا اور بھی خیال رکھیں گے۔

پاکستان کے ایران، چین اور بھارت سے سیاسی تعلقات اور اسکے اقتصادی اثرات

(Pak-Iran,China,India Political Relationship and its Economic Impacts)

پاکستان اور ایران کے تعلقات (Pak-Iran Relations)

قیام پاکستان کے فوراً بعد ایران وہ واحد پڑوسی مسلمان ملک ہے جس نے پاکستان کو تسلیم کیا۔ دونوں ممالک کے درمیان روز اول سے برادرانہ اور قریبی تعلقات قائم ہیں۔۱۹۵۶ء میں پاک ایران سرحد کا تعین پرامن انداز میں کیا گیا۔ دونوں ممالک معاہدہ بغداد کے ارکان تھے اور جب عراق نے اس معاہدے سے دستبرداری کا اعلان کیا اور اسے سینٹو کا نام دیا گیا تو اسکے اہم ارکان میں ایران اور پاکستان شامل تھے۔ دونوں پڑوسیوں نے ترکی سے مل کر معاہدہ استنبول میں شرکت کی اور (R.C.D) یعنی علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اسی تنظیم نے ترکی، ایران اور پاکستان کو لازوال برادرانہ تعلق میں منسلک کیا۔ تینوں ممالک میں اقتصادی، تعلیمی، معاشرتی اور ثقافتی شرکت کو فروغ حاصل ہوا۔ یہی تنظیم آج اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) میں تبدیل ہوگئی ہے۔ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد ایران نے پاکستان کی مفلوج اقتصادی حالت کو سہارا دیا۔ کئی صنعتوں کے قیام میں پاکستان کی مالی اور فنی مدد کی۔ ایران نے بلوچستان میں ایک میڈیکل کالج اور ایک انجینئرنگ کالج قائم کرنے کے لئے امداد کی ہے۔ ایران نے بلوچستان میں آبپاشی کے نظام کے لئے لاکھوں ڈالر کا غیر ملکی زرمبادلہ دیا۔ حکومت ایران نے ۱۹۶۳ء میں افغانستان اور پاکستان کے سفارتی تعلقات بحال کئے۔ عالمی مسائل خصوصاً خلیج کے بحران کے بارے میں دونوں ممالک کے

NOT FOR SALE

خیالات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

۱۹۷۹ء میں ایران میں امام خمینی نے ایرانی بادشاہت کا خاتمہ کیا اور اسلامی انقلاب برپا کیا تو پاکستان وہ پہلا ملک تھا جس نے ایران کی انقلابی حکومت کو تسلیم کیا۔ ایران۔عراق جنگ کو گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی گئی اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اس سلسلے میں بھرپور مخلصانہ خدمات انجام دیں۔ ایران نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے اُصولی موقف کی برملا حمایت کی اور مشکل حالات میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ مئی ۱۹۹۸ء میں جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کئے تو ایران کے وزیرِ خارجہ نے فوراً پاکستان کا دورہ کیا اور اس قدم کو پاکستان کے دفاع کیلئے اہم قرار دیا۔ آپ نے پاکستان کو ہر قسم کی مدد فراہم کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ پاکستان میں امریکی اثر ورسوخ اور افغانستان کے سیاسی حالات ایسے واقعات ہیں جو پاک ایران تعلقات میں تناؤ پیدا کر رہے ہیں۔

پاکستان کے وزیرِ تجارت نے جولائی ۲۰۰۱ء میں ایران کا دورہ کیا اور دونوں ممالک نے اُصولی فیصلہ کیا کہ دونوں ممالک کی سرحد پر مشترکہ تجارتی منڈیاں قائم کی جائیں گی جس سے دوطرفہ تجارت کو فروغ حاصل ہوگا۔ اسکے علاوہ ایران پاکستان سے گندم درآمد کرے گا۔ دونوں ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات میں اضافہ افغانستان طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد ہوا لیکن اب بھی دونوں ممالک کے درمیان افغان مسئلے کے حوالے سے اِختلافات موجود ہیں۔ ایران۔ پاکستان۔ انڈیا گیس پائپ لائن کا منصوبہ امریکی دباؤ کی وجہ سے اِلتواء کا شکار ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان 2009ء میں تجارت کا حجم 1.4 بلین پاونڈ تھا۔ ایران نے حال ہی میں پاکستان کو ایک ہزار میگا واٹ بجلی درآمد کرنے کیلئے 170 کلومیٹر لمبی لائن بچھانے کیلئے پچاس ملین یورو فراہم کئے ہیں۔

پاک بھارت تعلقات (Pak-India Relationship)

بھارت اور پاکستان ایک دوسرے کے روایتی حریف ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے دونوں ممالک متحدہ ہندوستان کا حصہ تھے۔ برصغیر کی آزادی میں آل انڈیا کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مخالف تھیں اور آزادی کے بعد دونوں جماعتیں اپنے اپنے ممالک میں برسر اقتدار آئیں۔ جماعتوں کی روایتی دشمنی ریاستی دشمنی میں تبدیل ہوگئی اور روز اول سے ایک دوسرے کی ناکامی کے لئے تگ و

NOT FOR SALE

دوشروع ہوئی۔ تقسیم ہند کے وقت دونوں ممالک کے درمیان تقسیم کی وجہ سے چند متنازعہ اُمور طے نہ ہو سکے جن میں کشمیر کا مسئلہ سب سے اہم ہے۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں دونوں ممالک کے درمیان جھڑپ ہوئی اور ہندوستان نے جنوری ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ سے مداخلت کی اپیل کروا کر جنگ بندی کروائی۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا جس میں بھارت کو شکست ہوئی۔ ۱۹۷۱ء میں بھارت نے ایک بار پھر جنگ شروع کی جسکے نتیجے میں مشرقی پاکستان الگ ہوا۔ کشمیر کے بارے میں پاکستان کا موقف یہ ہے کہ اس مسئلے کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کیا جائے اور بھارت کو مذاکرات کی پیشکش کی۔ بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دے رہا ہے اور وہاں چلنے والی آزادی کی تحریک کچلنے کے لئے اس وقت تقریباً ۷ لاکھ مسلح افواج سرگرمِ عمل ہیں۔ ابتک تقریباً ۸۰ ہزار کشمیری شہید ہو چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب لاپتہ ہیں۔ بھارت کا دعویٰ ہے کہ کشمیر میں مجاہدین کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ سابق امریکی صدر کلنٹن نے کہا تھا کہ کشمیر کے مسئلے کی وجہ سے یہ خطہ اِس وقت دنیا کا سب سے زیادہ غیر محفوظ علاقہ ہے جو ایٹمی جنگ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان اسلحہ کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور دونوں ممالک نے دفاعی بجٹ میں بے تحاشا اضافہ کیا ہے جو اِن ممالک کے غریب عوام کے ساتھ ظلم ہے۔ بندوق پر اُٹھنے والے اخراجات کے ذریعے تعلیم، صحت اور روزگار کی حالت بہتر بنائی جاسکتی تھی۔ کشمیر کے مسئلہ پر کارگل سیکٹر میں خونریز جھڑپ ہوئی۔ اس جنگ میں پاکستان کے دو شہید فوجی کیپٹن کرنل شیر اور حوالدار لالک جان کو نشان حیدر دیئے۔

گیارہ مئی ۲۰۰۱ء میں بھارتی وزیر اعظم کی طرف سے پاکستانی قیادت کو مذاکرات کی دعوت دی گئی اور اسکے نتیجے میں ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء کو ہندوستان کے شہر آگرہ میں وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی اور جنرل پرویز مشرف کے درمیان مذاکرات ہوئے لیکن ہندوستانی حکومت کی ہٹ دھرمی سے مشترکہ اعلامیہ جاری نہ ہو سکا۔ ہندوستانی وزیر اعظم نے دورہ پاکستان کی دعوت بھی قبول کی ہے۔ کشمیر میں چلنے والی تحریکِ آزادی کی اہمیت کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کشمیری اسمبلی نے وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ کی قیادت میں ایک قرارداد کے ذریعے مرکزی حکومت سے کشمیری بھارتی آئین کے تحت داخلی خودمختاری کا مطالبہ کیا۔

کشمیر کے اس خطرناک مسئلے کے علاوہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان نہری پانی کا مسئلہ شدید مشکلات

NOT FOR SALE

کا باعث ہے۔ تقسیم کے بعد نہروں کے ہیڈورکس بھارت کے حصہ میں آئے۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تو بھارت پانی بند کر دیتا اور جب ضرورت نہیں ہوتی تھی تو ہندوستان پانی کھول کر سیلابوں میں اضافہ کرتا۔ آخر کار عالمی بینک کی مداخلت سے کراچی میں جنرل محمد ایوب خان اور وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو کے درمیان دریاؤں کی تقسیم کا ''سندھ طاس'' معاہدہ ۱۹۶۰ء میں عمل لایا گیا اور اس طرح پانی کا تنازعہ پرامن طور پر حل ہوگیا۔

بھارت اور پاکستان کے درمیان کشیدگی کی اور وجہ ایٹمی میدان میں دوڑ ہے۔ ہندوستان نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا اور اسی بنیاد پر جنوبی ایشیاء میں سب سے بڑی طاقت کے طور پر اپنے آپ کو منوانا چاہا۔ ۱۹۹۸ء میں بھارت نے پانچ ایٹمی دھماکے کیے اور پاکستان کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ پاکستان نے اپنی علاقائی سالمیت اور وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو چھ ایٹمی دھماکے کیے۔ ایٹمی میدان میں اس توازن نے ہندوستان کی آنکھیں کھول دیں اور دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی اور ایٹمی دوڑ میں مزید اضافہ ہوا۔ پاکستان نے ہمیشہ ہر فورم پر جنوبی ایشیاء کو ایٹمی اسلحہ سے پاک علاقہ قرار دینے کی تجویز پیش کی لیکن ہندوستان نے پاکستان کی ہر پرامن پیشکش کو ٹھکرایا۔

دونوں ممالک کے درمیان سیاسی تناؤ کی وجہ سے خطے میں اِقتصادی سرگرمیاں بھی ماند پڑ گئی ہیں۔ پاک۔ ایران۔ بھارت گیس پائپ لائن کا منصوبہ بھارت کی پالیسی کی وجہ سے زیر التواء ہے۔ سارک اِس علاقے کی ایک اہم تنظیم ہے لیکن دونوں بڑے رکن ممالک کی خراب سیاسی تعلقات کی وجہ سے علاقہ میں اِقتصادی خوشحالی کا اِمکان بہت کم ہے۔ پاکستان بھارت سے خراب سیاسی تعلقات کی وجہ سے اِقتصادی وسیاسی ضروریات چین اور وسطی ایشیائی ممالک سے پورا کرنے کا خواہشمند ہے۔

موجودہ دور میں پاک بھارت تعلقات نشیب وفراز سے گزر رہے ہیں۔ افغانستان کے مسئلہ کی وجہ سے دونوں ممالک کے مفادات میں ٹکراؤ موجود ہے۔ پھر بھی دونوں ممالک کی قیادت چاہتی ہے کہ تعلقات کو دوستانہ بنایا جائے۔ حالیہ سارک سربراہ کانفرنس کے موقع پر پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ خوشگوار تعلقات کے قیام کیلئے ایک تازہ آغاز کا وقت آپہنچا ہے اور دونوں ممالک کی تاریخ میں ایک نئے باب لکھنے کا بہتر وقت ہے۔ دونوں نے بتایا کہ بات چیت کا آئندہ دور زیادہ مفید اور عملی انداز کا ہوگا تاکہ دونوں ممالک کو نزدیک

NOT FOR SALE

کہ تجارت کی باہمی ترقی کیلئے بھارت کو پسندیدہ ترین
لایا جاسکے۔ پاکستان نے فیصلہ کیا ہے Most Favourite Nation کا درجہ دیا جائے گا۔ اِس کے بدلے بھارت
ملک (MFN) کا عزم کر رکھا ہے۔ بھارت کے سیکرٹری خارجہ نے
نے پاکستان کی یورپی منڈیوں تک رسائی میں مزاحمت پیدا نہ کرنے
بتایا کہ دونوں ممالک باہمی بات چیت کے بعد راضی ہوگئے ہیں کہ آپس میں ترجیحاتی تجارتی معاہدہ کریں گے، ویزہ
پابندیوں میں نرمی کریں گے اور عوام سے عوام کا رابطہ بڑھانے کیلئے اقدامات اُٹھائیں گے۔ وزیرِاعظم پاکستان نے
بتایا کہ بھارت کے وزیرِاعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ دونوں ممالک کے درمیان پیچیدہ مسائل یعنی پانی کے مسئلہ کشمیر کے
مسئلہ، دہشت گردی کے مسئلہ، سیاچن کے مسئلہ اور سرکریک کے مسئلہ پر گفت وشنید کیلئے تیار ہیں۔ پاکستان کے وزیر
تجارت نے فروری ۲۰۱۲ء میں لاہور میں کہا کہ سرحد کے آرپار دونوں ممالک دوطرفہ تجارت کو فروغ دینے کیلئے سنجیدہ
ہیں۔ اس موقع پر بھارت کے ہائی کمشنر نے کہا کہ بھارت پاکستان کے ساتھ اقتصادی تعاون کیلئے سنجیدہ ہے جس سے
دوطرفہ تجارت کو فروغ حاصل ہوگا اور دونوں ممالک میں خوشحالی کا سبب بنے گا۔ سیول میں مارچ ۲۰۱۲ء میں منعقدہ
ایٹمی سلامتی کے سربراہ کانفرنس کے موقع پر دونوں ممالک کے وزرائے اعظم نے اِس نیک خواہش کا اِظہار کیا کہ
دوطرفہ گفت وشنید کے عمل کو تیز کیا جانا چاہئے۔

پاک چین تعلقات (Pak-China Relationship):

پاک چین تعلقات کو عالمی سطح پر مثالی حیثیت حاصل ہے۔ دونوں ممالک لازوال برادرانہ رشتوں میں منسلک ہیں۔ چین پاکستان کا ایک بااعتماد دوست ہے اور مصیبت کی ہر گھڑی میں چین نے پاکستان کی برملا امداد کی ہے۔ پاکستان نے جب S.E.A.T.O اور CENTO میں رُکنیت حاصل کی تو چین اور پاکستان کے تعلقات خراب ہوئے تھے۔ وزیرِاعظم پاکستان محمد علی بوگرہ نے چینی لیڈر چو اِن لائی سے ملاقات کی اور تعلقات کی بحالی پر مذاکرات کئے۔ جب پاکستان ان عالمی فوجی معاہدات سے علیحدہ ہوا تو دونوں کے تعلقات بحال ہوئے۔

چین نے کشمیر کے مسئلے پر ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ہونے والے تنازعے میں ہمیشہ پاکستان کی حمایت کی۔ پاکستان نے ایشیائی قیادت کے معاملے میں چین کا ساتھ دیا۔ پاکستان نے ویت نام، لاوس، کمپوچیا،

NOT FOR SALE

تائیوان اور بنکاک وغیرہ کے بارے میں چینی موقف کی حمایت کی۔ امریکہ چین کو اقوام متحدہ میں رُکنیت دینے کا سختی سے مخالفت کر رہا تھا لیکن پاکستان کی کوششوں سے ۱۹۷۱ء میں چین کو اقوام متحدہ میں رُکنیت دی گئی۔ پاک بھارت جنگوں میں چین نے پاکستان کی امداد کی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جب بنگلہ دیش وجود میں آیا تو چین اُس وقت تک تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا جب تک پاکستان نے خود اسے تسلیم نہیں کیا۔

افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء اور افغان مہاجرین کی باعزت واپسی کی پاکستانی موقف کی حمایت کی گئی۔ اقوام متحدہ میں چین اور پاکستان نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ روس نے ایشیائی تحفظ کا منصوبہ پیش کیا جو چینی اِختلاف کی وجہ سے پاکستان نے بھی اسے تسلیم نہیں کیا۔

سال ۱۹۶۳ء میں پاک چین سرحدی مسئلے کو باہمی گفت وشنید اور پرامن معاہدہ کے ذریعہ حل کیا گیا۔ اسی سال دونوں ممالک کے درمیان مال کے بدلے مال کا معاہدہ ہوا۔ ۱۹۶۳ء ہی میں دونوں کے درمیان فضائی سروس جبکہ ۱۹۶۴ء میں ٹیلی فون روابط قائم کیے گئے۔ چین نے کئی بار پاکستان کو آسان شرائط پر قرضہ جات فراہم کیے۔ دونوں ممالک کے درمیان زمینی رابطہ شاہراہ قراقرم (شاہراہ ریشم) کے ذریعہ پیدا کیا گیا۔ یہ شاہراہ ۹۰۰ کلومیٹر طویل ہے جو چین کی امداد سے تیار کی گئی ہے۔ چینی جذبے کا جواب دیتے ہوئے پاکستانی افواج نے اِس سڑک کی تعمیر میں بے مثال کردار ادا کیا اور یہاں تک کہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ چین نے پاکستان میں کئی ایک اہم کارخانوں کے قیام میں فنی اور مالی مدد کی مثلاً ٹیکسلا ہیوی میکینیکل کمپلیکس، پاک چین فرٹیلائیزر، تھرمل پاور سٹیشنز، کاغذ وشکر سازی کے کئی کارخانے وغیرہ۔ اِس کے علاوہ پاکستان اور چین کے درمیان کئی ایک معاشی اور ثقافتی معاہدات ہوتے رہے ہیں۔

چین وہ واحد عالمی طاقت ہے جس نے ایٹمی شعبہ میں پاکستان کی مدد کی۔ سال ۱۹۷۴ء میں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو چین نے اپنی توجہ پاکستان کے دفاعی تحفظ پر مرکوز کی۔ سال ۱۹۸۶ء میں دونوں ممالک کے درمیان ایٹمی شعبہ میں تعاون کا معاہدہ ہوا۔ چین نے پاکستان کی ایٹمی توانائی کے پُرامن استعمال میں بھرپور مدد کی۔ حال ہی میں چین کی مدد سے پاکستان میں ایٹمی ری ایکٹرز کی تنصیب کا کام شروع ہے جہاں چشمہ میں (چشمہ نیوکلیر پاور

NOT FOR SALE

پلانٹ) تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔

چین کی اعلیٰ سیاسی قیادت نے ہمیشہ پاکستان کے خیر سگالی کے دورے کئے اور پاکستانی قیادت بھی ہر دور میں دورے کرتی رہی۔ دسمبر ۱۹۹۳ء میں وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے چین کا دورہ کیا اور عالمی مسائل پر متفقہ موقف اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے فروری ۱۹۹۸ء میں چین کا دورہ کیا اور دونوں ممالک نے مشترکہ منصوبوں پر سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا۔ اپریل ۱۹۹۹ء میں چینی پارلیمنٹ (کانگریس) کے مجلسِ قائمہ کے چیئرمین مسٹر لی پنگ نے پاکستان کا دورہ کیا اور حکومتِ پاکستان سے انتہائی اہمیت کے معاملات پر گفت وشنید کی۔ یاد رہے کہ چینی کانگریس کا مجلسِ قائمہ ملک کا ایک طاقتور ادارہ ہے۔ جولائی ۲۰۰۱ء میں چین کا ایک وفد پاکستان آیا اور وزیر مواصلات سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کہ چین پاکستان کیلئے ۶۹ ڈیزل الیکٹرک ریلوے انجن فراہم کرے گا۔ ان دوروں سے دونوں ریاستیں نزدیک سے نزدیک تر ہوتی جارہی ہیں۔ چین ایک بااعتماد اور عملی دوست ہے جو سخت اور مشکل حالات میں پاکستان کا ساتھ دیتا ہے۔

پاک چین دوستی کی وجہ سے پاکستان پر امریکی اور روسی دباؤ بڑھتا جارہا ہے۔ سویت یونین کے دسمبر ۱۹۹۱ء میں تحلیل کے بعد امریکہ کے نئے عالمی نظام میں متوقع امریکہ مخالف طاقتوں میں چین بھی شامل ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ چین کو زیرِ نظر رکھنے کے لئے پاکستان کو اپنے قابو میں رکھے۔ چونکہ عالمی نظام میں امریکہ کے لئے اسلام بھی ایک مستقل دردِ سر ہے اس لئے پاکستان کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ دُنیا سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے پاکستان چین کیلئے واحد راستہ ہے۔ اس لئے پاکستان کی جغرافیائی ودفاعی حیثیت چین کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اسی وجہ سے وہ پاکستان کے ساتھ اچھے اور دوستانہ تعلقات کو مستحکم کرنے میں دلچسپی لیتا رہا ہے۔ امریکہ کی خواہش ہے کہ پاکستان کو کنٹرول کر کے چین کے گرد گھیرا تنگ کر دیا جائے جبکہ روس کی خواہش بھی یہی ہے کہ چین کو دائرے میں بند کر دیا جائے۔ دونوں عالمی طاقتوں کے لئے پاکستان اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چین بھی ان عالمی سازشوں سے غافل نہیں اور چین کی کوشش ہے کہ پاکستان کو اپنا مضبوط دوست اور حلیف بنائے۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان سے اچھے اور مضبوط تعلقات استوار رکھنا چین کی سیاسی اور دفاعی ضرورت ہے۔ دونوں کے

NOT FOR SALE

درمیان دوستانہ تعلقات عالمی طاقتوں خصوصاً اسرائیل، بھارت، امریکہ اور روس کے لئے شدید تشویش کا باعث ہے۔

عالمی تعلقات میں چین اور پاکستان نے کبھی بھی اُصولی حمایت پر سودا بازی نہیں کی۔ وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کے تعلقات میں اِستحکام پیدا ہوتا جارہا ہے اور یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ چین کی لازوال دوستی ہی پاکستان کے دفاع، خوشحالی اور اِستحکام کی ضمانت ہے۔ پاکستان کی سیاسی قیادت نے حال ہی میں چین کے کئی کامیاب دورے کئے۔

بہترین سیاسی تعلقات اور دوستی کی بنیاد پر دونوں ممالک اقتصادی طور پر ایک دوسرے کے نزدیک آرہے ہیں۔ دونوں کے دوطرفہ تجارتی اور اِقتصادی تعلقات ہیں۔ پاکستان چینی مصنوعات کیلئے اہم مارکیٹ ہے۔ دونوں ممالک نے آزاد تجارت کا معاہدہ بھی کیا ہوا ہے۔ پاکستان اپنی اہم ضروریات چین سے پوری کررہا ہے۔ چین ایٹمی، صنعتی اور فوجی میدان میں پاکستان کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ اس وقت پاکستان شنگھائی تعاون تنظیم میں مبصر کے طور پر حصہ لے رہا ہے۔

مشق

1- درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱- تجارت کے حوالے سے بین الاقوامی ۔۔۔۔۔۔فروغ پا رہا ہے۔

۲- کثیر الاطرافی تجارت ۔۔۔۔۔۔ممالک کیلئے بہت اہم نظام ہے۔

۳- اِقتصادی تعاون تنظیم کا صدر دفتر ۔۔۔۔۔۔میں ہے۔

۴- آزاد تجارت کے ۔۔۔۔۔۔کے ذریعے سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہوگا۔

۵- سندھ طاس معاہدہ ۔۔۔۔۔۔میں عمل میں لایا گیا۔

NOT FOR SALE

2۔ درجہ ذیل سوالات کا موزوں جواب ا، ب، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانہ میں لکھیں۔

ا۔ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام ایسے نظام ہیں جو بہ یک وقت اقتصادی بھی ہیں اور ________ بھی۔ ☐

(ا) تعلیمی (ب) ثقافتی (ج) مذہبی (د) سیاسی

۲۔ سارک کی وجہ سے اس کے رُکن ممالک بشمول پاکستان عالمی ------اور سیاست میں اہمیت حاصل کرچکے ہیں۔ ☐

(ا) کھیل (ب) تنازعات (ج) معاشیات (د) مسائل

۳۔ دسویں ای سی او سربراہ کانفرنس مارچ 2010ء میں --------- میں منعقد ہوئی۔ ☐

(ا) ریاض (ب) انقرہ (ج) کابل (د) تہران

۴۔ سری لنکا نے سب سے پہلے پاکستان کے ساتھ آزاد------ کا معاہدہ کیا۔ ☐

(ا) انتخابات (ب) ثقافت (ج) جنگ (د) تجارت

۵۔ بھارت کا دعویٰ ہے کہ کشمیر میں --------- کو پاکستان کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ ☐

(ا) باغیوں (ب) فوجیوں (ج) شاعروں (د) مجاہدین

۶۔ چین وہ واحد عالمی طاقت ہے جس نے ------ شعبہ میں پاکستان کی مدد کی۔ ☐

(ا) تعلیمی (ب) مذہبی (ج) سماجی (د) ایٹمی

3۔ کالم ملائیں:

کالم الف	کالم ب
اقتصادی	بحران
وسطی	یونین
توانائی	تعاون
یورپی	ڈیوٹی
کسٹم	ایشیاء
قومی	معاہدہ
توثیق	دولت

NOT FOR SALE

4۔ دیئے گئے جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ عالمی تجارت میں اشیاء اور خدمات کو خصوصی اہمیت نہیں دی جاتی۔ صحیح۔غلط

۲۔ سارک کا صدر دفتر ڈھاکہ میں ہے۔ صحیح۔غلط

۳۔ وسطی ایشیائی مسلمان ممالک اقتصادی تعاون تنظیم کے ارکان ہیں۔ صحیح۔غلط

۴۔ پاکستان کے ساتھ سب سے پہلے آزاد تجارت کا معاہدہ سری لنکا نے کیا۔ صحیح۔غلط

۵۔ حکومت ایران کی مدد سے پاک افغان تعلقات 1983ء میں بحال ہوئے۔ صحیح۔غلط

۶۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان کشیدگی کی ایک اہم وجہ ایٹمی دوڑ ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ پاکستان سیٹو اور سینٹو کا رکن رہا ہے۔ صحیح۔غلط

۸۔ چین ایٹمی میدان میں پاکستان کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ صحیح۔غلط

5۔ درجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

ا۔ سیاسی اقتصادیات کی تعریف کریں۔

۲۔ دو طرفہ عالمی تجارت سے کیا مراد ہے؟

۳۔ پاک۔ملایشیاء تجارت کو چند سطور میں بیان کریں؟

۴۔ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں پر ایران کا کیا موقف رہا؟

NOT FOR SALE